امام شامیؒ کی سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد
تعارف اور اسلوب

حافظ معاذ احمد☆

امام شامیؒ کا مختصر تعارف

[نام: محمد، نسب: محمد بن یوسف بن علی بن یوسف، لقب: شمس الدین، کنیت: ابو عبداللہ، نسبت: الصالحی، الدمشقی، الشامی الشافعی، القادری، ثم المصری]

امام شامیؒ دسویں صدی ہجری کے عظیم محدث، نامور مؤرخ اور جلیل القدر سیرت نگار ملک شام کے دارالخلافہ قدیم دمشق کی نواحی آبادی ''الصالحیة'' میں پیدا ہوئے۔ امام شامی علیہ الرحمہ کی تاریخ ولادت بیان کرنے میں متعلقہ جملہ مصادر و مراجع خاموش ہیں۔ اس بات کا اظہار محقق الفتیح نے بھی کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

لم تذکر المصادر التی اطلعت علیها علی کثرتها شیئا عن تاریخ ولادته. (۱)
اکثر مصادر جن سے میں مطلع ہوا ہوں، آپ کی تاریخ ولادت ان میں مذکور نہیں۔

امام محمد بن یوسف الصالحی، الشامی نے اپنے ملک شام سے ترک سکونت کر کے شہر مصر (القاہرہ) کو اپنا مسکن بنایا، اسی شہر میں تعلیم و تربیت پائی اور اپنی زندگی کے بقیہ ایام صحراء قاہرہ کی برقوقیہ نامی بستی میں گزار دیے۔ آپ کی نقل مکانی کو کتب تراجم میں مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ''**القاموس الاسلامی**'' میں ہے:

نسبة الی الصالحیة من نواحی دمشق التی ولد بها، ثم هاجر إلی مصر......(۲)
آپ کی نسبت دمشق کی نواحی بستی صالحیہ کی طرف ہے جہاں آپ پیدا ہوئے، پھر آپ نے مصر کی طرف ہجرت کی۔

آپ نے اپنے زمانے کے جلیل القدر ماہر علوم و فنون علماء سے اکتساب فیض کیا اور بلند علمی منصب مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ کے اساتذہ و مشائخ میں سے سرفہرست امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (م۹۱۱ھ) کا نام آتا ہے اور آپ کا شمار بھی ان کے اجل تلامذہ میں ہوتا ہے

☆ گورنمنٹ فریدیہ پوسٹ گریجویٹ کالج، پاکپتن۔

DMHL

"**وكان الصالحی من أجل تلامیذ الحافظ السیوطی**" احمد عطیۃ اللہ کے الفاظ ہیں: "**وکان من تلامیذ الجلال السیوطی**......".(۳) اسی طرح انہوں نے شہاب قسطلانی، شیخ شاہین بن عبداللہ خلوتی مصری اور شجاع الدین عمر بن عبداللہ خلوتی، جو قرافہ (قبرستان) میں مقیم تھے (وغیرہ) سے بھی علم حاصل کیا۔(۴)

امام شامی علیہ الرحمہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ مدرسۂ برقوقیہ میں اقامت گزیں رہے اور تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ یہ مدرسہ مصر (القاہرہ) میں شراکسہ کے پہلے بادشاہ ملک ظاہر برقوق (م۸۰۱ھ / ۱۳۹۹ء) نے بنایا تھا۔(۵)

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، اپنے زمانہ کے اجل امام تھے اور اپنے ہم عصر علماء میں نہایت بلند مقام رکھتے تھے۔ وہ اپنی ذات میں علوم کا انسائیکلوپیڈیا تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے مثل محدث، مفسر، مؤرخ، فقیہ، ادیب اور نحوی و لغوی عالم تھے۔ آپ مختلف علوم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور اپنے وطن کے علمی حلقوں میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ کے علمی مرتبہ اور وجاہت کو آپ کے ہم عصر اور بعد کے علماء نے مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ کے ہم عصر علامہ شعرانیؒ کے الفاظ یہ ہیں:

"**کان عالما صالحا مفننا فی العلوم**".(٦)

آپ صاحب علم، نیک اور علوم میں مہارت رکھنے والے تھے۔

الہیثمی المکی کا قول ہے:

"**صاحبنا الشیخ العلامۃ الصالح الفھامۃ الثقۃ المطلع والحافظ المتبع**".(۷)

ہمارے ساتھی شیخ، علامہ، نیک، (دین کو) بہت سمجھنے والے، (علوم میں) معتبر، (وسیع) معلومات رکھنے والے اور ایسے حافظ (حدیث) تھے جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ کا اہم ترین مشغلہ تحریر و تالیف کا مشغلہ تھا۔ آپ کی تالیفات جو مختلف علوم پر مشتمل ہیں، آپ کے ذوقِ علمی اور وسعتِ علمی پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے زیر نظر آپ کی تالیف "**سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیرالعباد**" وہ عظیم علمی شاہکار ہے جس کو آپ اپنی زندگی کا حاصل قرار دیتے ہیں۔

سیرتِ شامی کا تعارف

تعارف کتاب (خارجی تعارف)

[نام: **سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد**، مؤلف: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (م۹۴۲ھ)، تحقیق و تعلیق: الشیخ عادل احمد عبدالموجود، الشیخ علی محمد معوض، مجلدات: ۱-۱۴، ضخامت: اوسطاً ۴۸۱ صفحات فی جلد، سائز: ۱۱×۷، کتابت: اوسطاً انتیس (۲۹) سطور فی صفحہ اور ساٹھ (۶۰) حروف فی سطر، تاریخ اشاعت: طبع اوّل ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء تا ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء، ناشر: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان]

مخطوطہ جات:

سیرت شامیہ کے جلد اوّل کے مقدمۃ التحقیق میں "**سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد**" کے مخطوطہ جات کے ان مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے، ناشر محققین نے تحقیق متن میں جن نسخوں سے استفادہ کیا، وہ مقامات درج ذیل ہیں:

۱. **معھد المخطوطات العربیۃ بالقاھرۃ**
یہاں فقط کتاب کا چوتھا یعنی آخری جزو موجود ہے۔

۲. **دارالکتب المصریۃ، مکتبۃ مصطفی فاضل (۵۰ م تاریخ)**
یہ مخطوطہ تیسرے اور چوتھے جزو پر مشتمل ہے۔

۳. **دارالکتب المصریۃ، مکتبۃ التیموریۃ (۹۲۵ تاریخ)**

۴. **دارالکتب المصریۃ، مکتبۃ طلعت (۲۱۰۰ تاریخ)**
یہ نسخہ پہلے تین اجزاء پر مشتمل ہے۔

۵. **دارالکتب المصریۃ (۱۳۰ تاریخ)**
یہ نسخہ متفرق اجزاء پر مشتمل ہے۔

۶. **دارالکتب المصریۃ (۱۱۵۴)**
یہ مخطوطہ بھی متفرق اجزاء پر مشتمل ہے۔(۸)

سیرت ابن ہشام کے مقدمہ کے حاشیہ میں ''سیرت شامیہ'' کے دو نسخوں کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

......**منها بدارالكتب المصرية نسختان مخطوطتان: إحدا هما فى أربعة أجزاء، والأخرىٰ موجود منها جزء ان فقط، وهما: الثالث والخامس.(٩)**

(**سبل الهدى**) کے مخطوطہ نسخوں میں سے دو نسخے "**دارالكتب المصرية**" میں موجود ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک چار اجزاء پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے نسخے کے دو اجزاء صرف موجود ہیں اور وہ تیسرا اور پانچواں ہیں۔

۷۔ سیرتِ شامیہ کا ایک کامل نسخہ، مخطوط صورت میں "**مكتبة المتوكلية اليمنية، صنعاء**" میں (۲۰۷-۲۱۰ تاریخ) کے تحت موجود ہے۔

سیرتِ شامیہ کے محققین اس نسخے کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهى تقع فى أربعة أجزاء وهى نسخة كاملة للكتاب من أوّله إلى آخره، من أجل ذالک جعلنا ها أصلا للكتاب.(١٠)

یہ (سیرت) چار اجزاء پر مشتمل ہے اور کتاب کا اوّل سے آخر تک مکمل نسخہ ہے۔ اسی لیے ہم نے اسے کتاب کا اصل (ماخذ) بنایا ہے۔

اشاعت سیرتِ شامیہ:

پہلی مرتبہ یہ سیرت ڈاکٹر مصطفیٰ عبدالواحد کی تحقیق سے "**لجنة احياء التراث الاسلامى، مصر: القاهره**" سے چار جلدوں میں مکمل شائع ہوئی۔ جلد اوّل کی اشاعت ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں، جلد دوم ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء میں، جلد سوم ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں اور جلد چہارم ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔ یہ چاروں جلدیں "مکتبہ سفلیہ" لاہور میں موجود ہیں۔

اسی مقام سے اس کا دوسرا ایڈیشن محرم ۱۴۰۷ھ / ستمبر ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ اس ایڈیشن کی دوسری جلد مفتی محمد خان (جامعہ اسلامیہ، لاہور) کے مکتبہ میں موجود ہے۔

اس وقت بندہ (مقالہ نگار) کے زیر مطالعہ ‌‌ã^ßfö l æ†ne (ènÛ×Ãö] gjÓö]...]•ZZ کا شائع شدہ پہلا ایڈیشن (۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء) ہے، جس کی پہلی بارہ جلدیں سیرتِ شامیہ کے متون پر مشتمل ہیں۔ آخری دو جلدیں (تیرہویں، چودہویں) فہارس پر مبنی ہیں، جس کی اشاعت ۱۴۱۸ ھ/۱۹۹۸ء میں ہوئی۔

مشمولات کا تعارف

Øf‰Z ö]` ,p æ]ö† •^• Êo ‰n†é ì n†]öÃf^•‌‌ المعروف ‰n† l •^Ûnä میں مجموعی طور پر(۱۱۲)

اہم موضوعات ہیں۔ ہر موضوع کے ماتحت متعدد ابواب ہیں۔ اس طرح ‰n† I •^Únä کے کل ابواب کی تعداد (۱۵۳۰) ہے۔

امام شامیؒ اپنی تالیف کے مقدمہ میں، اپنی سیرت کے بارے یوں رقمطراز ہیںV

''وقبل الشروع فی مقاصد الکتاب أثبت مافیه من الأبواب، وھی نحو ألف باب''.(۱۱)

آغاز سے قبل، مقاصد کتاب میں جو ابواب ہیں، میں انہیں تحریر کرتا ہوں۔ یہ تقریباً ایک ہزار باب ہیں۔

سیرتِ شامی کا تقابلی جائزہ

علامہ شامی علیہ الرحمہ سے پہلے سیرت النبی کے موضوع پر جو کتب تحریر کی گئیں، سیرتِ شامیہ ان جملہ کتب سیرت کو تقریباً محیط ہے۔ گویا یہ سیرت کا انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں سیرتِ نبوی کے عمومی وخصوصی تقریباً جملہ پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

حاجی خلیفہ نے اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا ہےV

''ھو أحسن کتب المتأخرین و أبسطھا فی السیرۃ النبویة''.(۱۲)

سیرتِ نبوی میں یہ (کتاب) کتب متأخرین کی نسبت بہت اچھی اور بسیط ہے۔ بعض کتب مضامین کے تنوع کے اعتبار سے قابل ذکر تو ہیں مگر تفصیل کی حامل نہیں ہوتیں۔ لیکن سیرتِ شامیہ میں یہ دونوں خصوصیات موجود ہیں، جس پر ‰^ã_Šeœ Z کا لفظ دلالت کر رہا ہے۔ سیرتِ شامیہ کی انہی خصوصیات کو شاہ عبد العزیز دہلوی نے ابو سالم عیاشی کے حوالے سے یوں نقل کیا ہےV

''السیرۃ الشامیة التی أجمع و أفید ما ألفه المتأخرون فی سیرۃ النبویة والاحوال المصطفیّة''.(۱۳)

سیرتِ شامیہ، سیرتِ نبوی اور احوالِ مصطفویؐ میں تالیف شدہ متأخرین کی کتابوں میں سب سے بڑھ کر جامع اور سب سے زیادہ مفید ہے۔ علامہ کتانیؒ لکھتے ہیںV

''یہ کتاب بڑی بڑی چار جلدوں کے برابر بلکہ اس سے بھی زائد ہے۔ سیرت نبویؐ میں سے متأخرین کی کتابوں میں سے عمدہ اور مفصل ترین تالیف ہے'' ۔

سیرتِ شامی کے اسالیب

بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیرت شامی کے اسالیب کی وضاحت کا آغاز ان کے اپنے بیان کردہ

اسالیب سے کیا جائے۔

امام شامیؒ اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں؛

۱- ” ولم أذكر فيه شيئاً من الأحاديث الموضوعات “.

میں نے اس میں موضوع احادیث ذکر نہیں کیں۔

۲- ”وختمت كل باب بايضاح ما أشكل فيه (...) مع بيان غريب الألفاظ وضبط المشكلات“.

میں نے ہر باب کو مشکل الفاظ کی شرح پر (نیز) اس کے ساتھ ساتھ غریب الفاظ کی وضاحت اور مشکل مسائل کے حل پر ختم کیا ہے۔

۳- ”والجمع بين الأحاديث التي قد يظن أنها من المتناقضات“.(۱۴)

اور ان احادیث کے مابین جمع (وتطبیق) کی ہے جنہیں متناقض خیال کیا جاتا ہے۔

۴- ”و إذا ذكرت حديثا من عند أحد من الأئمة فإني أجمع بين ألفاظ رواته إذا اتفقوا...“

جب ائمہ حدیث میں سے کسی سے حدیث ذکر کروں تو میں اس کے راویوں کے الفاظ کو یک جا کردوں گا، جبکہ وہ متفق ہوں۔

۵- ” و إذا كان الراوي عن النبي ﷺ صحابيا قلت: رضي الله تعالىٰ عنه ...“

جب نبی پاک ﷺ سے روایت کرنے والا صحابی ہو تو میں ”رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ“ کہتا ہوں۔

۶- ” و إن كان تابعيا أومن أتباع التابعين قلت: رحمه الله تعالىٰ “.

اگر (راوی) تابعی یا تبع تابعین سے ہو تو میں ÒöÕ^Ãi ä×Ö] äÛu...Z کہتا ہوں۔

دیگر اسالیب سیرتِ شامیہ

۷- امام شامی بیانِ مسئلہ کے بعد اس سے متعلق علماء کے اقوالِ مختلفہ ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

”فقيل: كان لبيان الجواز، وقيل :بل لوجعٍ كان بمأ بضه، وقيل: بل فعله استشفاء. قال الشافعي: والعرب تستشفي وجع الصلب بالبول قائما، وقول صاحب الهدى: الصحيح

إنما فعله تنزيها وبعدا من إصابة البول ..."(۱۵)

کہا گیا ہے کہ یہ بیانِ جواز کے لیے تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ زانو کے اندرونی حصہ کی تکلیف کی وجہ سے تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے حصولِ شفا کے لیے ایسا کیا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اہل عرب پشت کی تکلیف سے بچنے کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے۔ ''صاحب ھدیٰ'' کا قول ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے پیشاب سے بچنے کے لیے ایسا کیا۔

۸- لغوی معنیٰ کے ساتھ سیاقِ کلام میں جو اصطلاحی مفہوم مراد ہو اسے واضح کرتے ہیں۔ مثلاً:

"**البطحا: الأ بطح، وهو فى الأصل مسيل واسع فيه دقاق الحصى والمراد به هنا بطحاء مكة**".(۱٦)

Ⅷ^v_eⅡ دراصل ایسی وسیع وادی کو کہتے ہیں جس میں باریک کنکریاں (اور ریت) ہو۔ یہاں مراد مکہ کی وادی ہے۔

۹- بعض اوقات باب میں مذکورہ عبارت یا حدیث کے مفہوم پر وارد شدہ اعتراض یا اس میں موجود ابہام کا جواب دینے کے لیے باب کے آخر میں ''فصل'' قائم کرتے ہیں۔ مثلاً:

"**الباب الثانى: فى الكلام على قوله ﷺ: (لى خمسة أسماء) وطرقه**".(۱۷)

اس باب کے آخر میں صفحہ (۴۰۵) پر فصل قائم کر کے اس بات کا جواب دیا گیا ہے کہ اسماءِ نبوی ﷺ تو اور بھی ہیں، یہاں پانچ کی قید کس لیے لگائی گئی ہے؟۔

۱۰- اقوالِ مختلفہ میں ترجیح کے بعد اس پر بطور ادلہ احادیث و آثار اور اقوالِ علماء پیش کرتے ہیں۔ مثلاً مروجہ میلادالنبی کو بدعتِ حسنہ قرار دینے کے بعد اس پر اقوالِ علماء سے استشہاد کرتے ہیں۔(۱۸)

۱۱- بعض اوقات ÄqtÛö] ÄqtÚ کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ مثلاً:

"**نادر: نقله فى (الزهر) عن منتخب كراع**".(۱۹)

۱۲- بعض اوقات مؤلف اور اس کی تالیف، دونوں نام بطور حوالہ نقل کرتے ہیں۔ مثلاً:

"**وفى (الموعب) لابن التيان: ماء زمزم وزمزام وهو الكثير...(۲۰) رأوه ابونعيم فى الحلية ...**"(۲۱)

۱۳- کبھی فقط مؤلف کا نام نقل کرتے ہیں۔ مثلاً:

" روی ابن المنذر وابن أبی حاتم ".(۲۲)

۱۴- کبھی فقط تالیف کا حوالہ دیتے ہیں۔ مثلاً:

"قال فی المصباح: نوع من العربان ..."(۲۳)

۱۵- بعض اوقات مراجع کے بیان میں ابہام سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً:

"قال الإمام الحلیمی رحمه الله تعالیٰ ..."(۲۴)

۱۶- بعض اوقات مجہول قائل کا کلام بھی لے آتے ہیں۔ مثلاً:

"و یرحم الله تعالیٰ القائل حیث قال ..."(۲۵)

۱۷- اگلے باب کے مضمون کی اہمیت واضح کرنے کے لیے، اس سے پہلے مقدمہ کے طور پر باب قائم کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الباب الأول فی فوائد کالمقدمة للأبواب الآتیة".(۲۶)

۱۸- بعض اوقات ایک باب کے ماتحت مختلف انواع لاتے ہیں جو اس کی جزئیات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مثلاً:

"الباب الأول فی البئر التی توضأ أو اغتسل ﷺ منها وفیه أنواع "(۲۷)

۱۹- صیغہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الأبیض: صفة مشبهة من البیاض..."(۲۸)

روایاتِ سیرت کا اسلوب

۱۔ امام شامیؒ روایت سیرت کے آغاز میں متعلقہ جملہ مآخذ کا ذکر کرتے ہیں، نیز جس ماخذ سے الفاظ یا عبارت لاتے ہیں اس کے راوی کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً غزوۂ حدیبیہ کے سفر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؛

"روی عبد الرزاق، والإمام أحمد، وعبد بن حمید، والبخاری، و أبوداؤد، والنسائی، وابن جریر، وابن المنذر عن محمد بن مسلم بن شهاب الزهری، وابن إسحاق عن الزهری عن عروة بن الزبیر عن المسور (...) ابن مخرمة (...) ومروان بن الحکم، أنهما حدثاه ومحمد بن عمر عن شیوخه، (...) قال محمد بن عمر: دخل رسول الله ﷺ بیته فاغتسل ..."(۲۹)

واقعہ حدیبیہ کو بیان کرنے والے مآخذ کی وضاحت کے ساتھ یہ بھی واضح کیا ہے کہ ابن منذر نے معمر سے انہوں نے محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے بیان کیا، ابن اسحاق نے زہری سے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے مسور سے بیان کیا اور مسور کو ابن مخرمہ اور مروان بن حکم دونوں نے حدیث بیان کی اور محمد بن عمر نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے۔ اس کے بعد محمد بن عمر کے قول سے واقعہ کا آغاز کیا گیا ہے۔

۲- سیرت کی روایات کے مابین جو اختلاف ہو اسے بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کے حدیبیہ میں قیام کے بارے لکھتے ہیں/

"أقام رسول الله ﷺ بالحديبية تسعة عشر يوما، و يقال عشرين ليلة، ذكره محمد بن عمر وابن سعد. قال ابن عائذ: وأقام رسول الله ﷺ في غزوته هذه شهرا ونصفا".(۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں انیس دن قیام فرمایا۔ کہا گیا ہے کہ بیس راتیں قیام کیا، جسے محمد بن عمر اور ابن سعد نے بیان کیا ہے۔ ابن عائذ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے اس غزوہ میں ڈیڑھ ماہ قیام فرمایا۔

۳- واقعہ سیرت کی کیفیت کے بیان میں جو مختلف الفاظ وارد ہوتے ہیں انہیں ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً غزوۂ خندق کے بعد نبی پاک ﷺ واپس لوٹے، غسل کیا ظہر کی نماز ادا کی، ایک آدمی نے سلام کہا۔ آپ اس کی طرف اٹھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ دحیہ کلبی تھے۔ امام شامیؒ لکھتے ہیں/

"قال محمد بن عمر(...) وهو ينفض الغبار عن وجهه ، وهو معتم، وقال ابن إسحاق معتجر بعمامة، قال الماجشون: (...) سوداء من إستبرق، مرخ من عمامته بين كتفيه، على بغلة شهباء، وفي لفظ: فرس، عليها رحالة وعليها قطيفة من ديباج. قال الماجشون: أحمر، على ثناياه أثر الغبار و في رواية: قد عصب رأسه الغبار. عليه لامته"(۳۱)

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ وہ اپنے چہرے سے غبار جھاڑ رہے تھے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ عمامہ لپیٹے ہوئے تھے۔ ماجشون نے کہا ہے کہ وہ (عمامہ) سیاہ ریشم سے تھا جو وہ اپنے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ سیاہی مائل سفید خچر پر (سوار) تھے۔ دوسری

روایت ہے ''فرس'' یعنی گھوڑے پر، جس پر چمڑے کا زین اور ریشمی مخملی چادر تھی۔ ماجشون نے (گھوڑے کا رنگ) سرخ کہا ہے۔ (سلام کہنے والے کے) دانتوں پر غبار کا اثر تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کا سر غبار سے اٹا ہو اتھا اور اس پر ہتھیار تھے۔

۴- روایتِ سیرت کے اختصار و تفصیل کے مآخذ کو واضح کرتے ہیں۔ مثلاً:

''روی البزار بسند رجاله ثقات عن أبی سعید الخدری رضی الله تعالیٰ عنه مختصرا...(۳۲) روی مسلم عن جابر مختصرا (...) والبیهقی والحاکم فی صحیحه مطولا عن عائشة...''(۳۳)

۵- سیرت کی روایات کے ضمن میں آیات کا شان نزول بھی بیان کرتے ہیں۔مثلاً: عبداللہ بن مغفل کا بیان ہے کہ (حدیبیہ کے مقام پر) ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ تیس نوجوانوں کا گروہ ہتھیار اٹھائے ہمارے سامنے آیا۔ رسول اللہﷺ نے ان کے خلاف دعا کی، پس ہم نے ان پر قابو پالیا۔ آپﷺ نے انہیں کہا، کیا تم کسی کے عہد و امان میں ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، پس آپ نے انہیں چھوڑ دیا، تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی۔(۳۴)

﴿وهو الذی کف أیدیهم عنکم و أیدیکم عنهم ببطن مکة من بعد أن أظفر کم علیهم﴾(۳۵)

۶- روایاتِ سیرت کو تحقیقی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً: صحیح بخاری میں حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ اپنے باپ سے پہلے اسلام لائے۔ امام شامیؒ یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں//

''ولیس کذالک، ولکن عمر یوم الحدیبیة أرسل عبد الله إلی فرس له عند رجل من الأنصار یأتی به لیقاتل علیه ورسول اللهﷺ یبایع عند الشجرة وعمر لا یدری بذالک فبایعه عبد الله ،ثم ذهب الی الفرس فجاء به إلی عمر، وعمر یستلئم للقتال فأخبره أن رسول اللهﷺ یبایع تحت الشجرة، قال: فانطلق فذهب معه حتیٰ بایع رسول اللهﷺ. فهی التی یتحدث الناس أن ابن عمر أسلم قبل عمر''.(۳۶)

حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے حدیبیہ کے دن عبد اللہ کو انصاری آدمی کے پاس سے اپنا گھوڑا لانے کے لیے بھیجا تاکہ وہ اس پر جہاد کریں۔ جبکہ رسول اللہﷺ ایک درخت کے نیچے بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کو یہ معلوم نہ تھا۔ پس حضرت عبداللہؓ (ابن عمر) نے بیعت کی۔ پھر گھوڑا لے کر حضرت عمر کے پاس پہنچے تو آپ زرہ پہن رہے تھے۔ ان کو خبر دی کہ رسول اللہﷺ تو

درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ چلے اور بیعت کی۔ اصل میں یہ واقعہ ہے۔ لوگ کہنے لگے کہ ابن عمر اپنے باپ سے پہلے اسلام لائے۔

۷- کتبِ سیر و احادیث سے غیر مربوط روایاتِ سیرت کو مربوط انداز میں نقل کرتے ہیں۔ مثلاً: غزوۂ بنو قریظہ کے بیان میں ''ابن عقبہ'' کے حوالے سے حدیث نقل کی کہ رسول اللہﷺ نے یہود کو اپنے فیصلے میں ثالث مقرر کرنے پر اختیار دیا۔ انہوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حکم تسلیم کیا۔ جب وہ آئے تو (...) صحیحین کے حوالے سے لکھا ہے: (**قوموا إلی سید کم**)(۳۷) پھر امام احمد کے حوالے سے لکھا ہے: (**فأنزلوه، وكان رجال من بني عبد الأشهل يقولون: قمنا له على أرجلنا صفين...**)(۳۸) پھر ابن عائذ کے حوالے سے لکھا ہے: (**فقال رسول الله** ﷺ **احكم فيهم يا سعد...**)(۳۹) پھر ابن اسحاق کے حوالے سے لکھاہے: (... **أن رسول الله** ﷺ **قال في حكم سعد...**).(۴۰)

۸- مسئلہ کی وضاحت کے لیے ائمہ و علماء کے اقوال سے استفادہ کرتے ہیں۔ مثلاً: حضورﷺ کے مختون پیدا ہونے کے بیان کے ضمن میں ابن درید، ابن الجوزی اور شیخ السیوطی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ کون اور کتنے انبیاء مختون پیدا ہوئے۔(۴۱)

۹- روایتِ سیرت میں اقوالِ مختلفہ بیان کرنے کے بعد اپنے نزدیک ترجیحی قول کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً: حضورﷺ نے فرمایا کہ مجھے مختون پیدا کیا گیا۔ اس حدیث کے بعد علامہ خطیب بغدادی کی روایت نقل کی کہ شقِ صدر کے وقت جبریل علیہ السلام نے آپﷺ کا ختنہ کیا۔ تیسرا قول امام ذہبی کا نقل کیا کہ اہلِ عرب کی عادت کے مطابق آپ کے دادا نے آپ کا ختنہ کیا۔ آخر میں حافظ قطب [ÎÖ pt—nÍ کے حوالے سے پہلے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں\:

''**وأرجحها عندی الأول. و أدلته مع ضعفها أمثل من أدلة غيره**''.(۴۲)

میرے نزدیک قولِ اوّل راجح ہے۔ اس کے دلائل اپنے ضعف کے باوجود دیگر دلائل سے واضح ہیں۔

۱۰- روایاتِ سیرت کی تائید میں صحابہ یا کبار علماء کے اشعار کو دلیل کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً: غزوہ حنین اور طائف کے بیان میں حضرت ''بجیر بن زہیر اور کعب بن مالک'' رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے اشعار کو ذکر کیا گیا ہے۔(۴۳)

۱۱- واقعاتِ سیرت میں علماء نے جو حکمتیں اور لطائف بیان کیے ہیں، وہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً:

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ حضور ﷺ کی ولادت ربیع الاول اور پیر کے دن کیوں ہوئی؟ رمضان المبارک میں کیوں نہ ہوئی، جو خیر و برکت والا مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل ہوا اور اس میں لیلۃ القدر ہے۔ تو اس کے چار جواب ہیں۔(۴۴)

۱۲- حضور ﷺ سے تعلق رکھنے والے افراد، اشیاء اور جانور وں کا ذکر بھی سیرت کے ضمن میں کرتے ہیں۔ مثلاً: جلد نمبر گیارہ میں حضور ﷺ کی اولاد، ازواج، عشرہ مبشرہ، وزراء، عمال، خلفاء، قاصدین، کاتبین، غلام، لونڈیاں، خدام، گھوڑے، خچر اور زیر استعمال گدھے وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۳- کسی روایت پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہو تو اس کا جواب دیتے ہیں ۔ مثلاً: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ابو لہب کے عذاب میں پیر والے دن اس لیے تخفیف ہوئی ہے کہ اس نے اپنے بھتیجے محمد ﷺ کی ولادت کی خوشخبری لانے والی لونڈی äfmç$ کو آزاد کیا تھا۔

اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ کافر کا عمل آخرت میں اسے نفع دے گا، جبکہ قرآن مجید میں ہے//

﴿وقدمنا إلى ما عملوا من عمل فجعلنٰه هباءً منثوراً﴾ (۴۵)

اور ہم ان کے کاموں کی طرف متوجہ ہوں گے اور انہیں گرد و غبار بنا کر اڑا دیں گے۔

امام شامی، امام بیہقی کے حوالے سے اس کا جواب نقل کرتے ہیں کہ کفار کے لیے خیر کے بطلان کا مطلب یہ ہے کہ انہیں جہنم سے خلاصی نہ ہو گی اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

"ویجوز أن یخفف عنهم من العذاب الذی یستوجبونه علی ما ارتکبوه من الجرائم سوی الکفر، بما عملوه من الخیرات". (۴۶)

یہ ممکن ہے کہ ان کی بعض نیکیوں کے بسبب ان کے اس عذاب میں تخفیف کر دی جائے جو ان کے جرائم کے ارتکاب کی وجہ سے ان پر لازم ہوا ہے، سوائے کفر کے۔

۱۴- روایات کے اختلاف کو دفع کرتے ہوئے ان کے مابین تطبیق کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً: امام بیہقی نے مسعودی کے طریق سے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ حدیبیہ سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری حفاظت کون کرے گا؟ میں نے اپنا نام پیش کیا۔ آپ نے فرمایا تو سو جائے گا۔ آپ نے پھر پوچھا تو میں نے اپنے آپ کو پیش کیا، چنانچہ ان کی آنکھ لگ گئی، دن چڑھے آنکھ کھلی۔(۴۷)

محدثین اس نیند اور سفر کے واقعہ کے بارے لکھتے ہیں کہ یہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر رونما ہوا۔
امام شامیؒ لکھتے ہیں//

"... قلت لم ینفرد المسعودی بذالک، قال ابن أبی شیبة فی المصنف: حدثنا منذر عن شعبة عن جامع بن شداد به، ولا مانع من التعدد".(۴۸)

میں کہتا ہوں کہ اس (حدیث کے بیان) میں مسعودی منفرد نہیں (بلکہ) ابن ابی شیبہ نے (اپنی کتاب) [ÛÖ ' ß Ì میں اس حدیث کو ßÚZZ„… àÂ • èfÃ àÂ q^ÄÚ àe • ,[•ⅩⅩ کی سند سے بیان کیا ہے اور اس واقعہ کے متعدد ہونے میں کوئی مانع بھی نہیں۔

اعلام و اماکن کا اسلوبِ بیاں

۱- اعلام الرجال اور اماکن کا تلفظ واضح کرتے ہیں۔ مثلاً:

"... أبو بصیر عتبة، بضم العین المهملة، ابن أسید، بوزن أمیر..."(۴۹)

الحدیبیة: بحاء مهملة مضمومة، فدال مهملة مفتوحة فموحدة مكسورة فتحیة مفتوحة".(۵۰)

۲- اعلام الرجال کے تعارف میں ان کی نسبت واضح کرتے ہیں۔ مثلاً:

"..كلفة بالفاء: ابن عوف بن عمرو، بن مالک بن الأوس الكنانی ثم اللیثی".(۵۱)

۳- اعلام الرجال کے تعارف میں ان کا شجرۂ نسب بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً زمانۂ جاہلیت میں جن کا نام "محمدؐ" تھا ان کے ذکر میں ان کا شجرہ نسب بیا ن کیا گیا ہے۔(۵۲)

۴- عرفی نام کے ساتھ اصل نام بھی ذکر کرتے ہیں، نیز معروف نام بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

"محمد بن حمران بن أبی حمران. و اسمه ربیعة بن مالک الجعفی المعروف بالشویعر".(۵۳)

۵ - اصطلاحی علم کی وضاحت کرتے ہیں اور مختصر تاریخی پس منظر بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

"كسرى بفتح الكاف وكسرها: اسم ملک الفرس. والذی ولد النبیﷺ فی زمانه: أنوشیروان بن قباذ بن فیروذ بن یزدجرد بن بهرام جور. والذی كتب إلیه الكتاب ومزّقه..."(۵۴)

۶- قبائل کے ناموں کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

"قریظة بضم القاف: (...) هو رجل نزل أولاده قلعة حصینة بقرب المدینة فنسبت إلیهم. و قریظة والنضیر أخوان من أولاد هارون علیه السلام". (۵۵)

۷ - اماکن کا محل وقوع بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

"ساوة: مدینة بین الری وهمذان، السماوة بسین مهملة مفتوحة فمیم مخففة: بادیة لبنی کلب عند الکوفة ..."(۵۶)

۸ - سببِ علمیت بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

"السماوة: (...) أرض عالیة لا حجر فیها، لها طول ولا عرض لها سمیت السماوة لسموها أی علوها". (۵۷)

معنوی وضاحت کا اسلوب

۱- معنوی وضاحت میں آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الأحسن: (...) المراد به: المستجمع صفات الکمال.(۵۸) قال تعالیٰ: ﴿ومن أحسن قولا ممن دعا إلی الله﴾ ..."(۵۹)

۲- معنوی وضاحت میں احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الأجود (...) روی الشیخان عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: (کان رسول الله ﷺ أجود الناس)". (۶۰)

۳- معنوی وضاحت میں ائمہ و علماء کے اقوال سے استفادہ کرتے ہیں۔ مثلاً:

"قال الشیخ رحمه الله تعالیٰ: أحاد فی العربیة بضم الهمزة: اسم عدد معدول عن واحد واحد..."(۶۱)

۴- معنوی وضاحت میں علماءِ لغت اور کتب مختلفہ سے استشہاد کرتے ہیں۔ مثلاً:

"... قال الزجاج: الصالح الذی یؤدی إلی الله ما افترضه علیه و إلی الناس حقوقهم، وقال فی المطالع: الصالح القیّم بما یلزمه من الحقوق". (۶۲)

۵- معنوی وضاحت میں اشعار کو بھی بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ مثلاً:

"قال فی (الصحاح) الخیر ضد الشر قال الشاعر:

فما کنانة فی خیر بخائرة ولا کنانة فی شربأ شرار(۶۳)

۶- معنوی بیان میں حروفِ اصلیہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الألمعی: (...) مأخوذ من لمع النار وهو لهبها..."(۶۴)

۷- معنوی وضاحت کی اعرابی وضاحت اور ترکیب نحوی کرتے ہیں۔ مثلاً:

"موکب جبریل: بتثلیث الباء الفتح بتقدیر أنظر، والجر بدل من الغبار، والضم خبر مبتدأ محذوف تقدیره هذا موکب جبریل..."(۶۵)

۸- معنوی وضاحت میں بعض اوقات لفظ کا متضاد ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الحفیظ: فعیل من الحفظ وهو صون الشيء عن الزوال فإن کان فی الذهن فضده النسیان. أو فی الخارج فضده التضییع".(۶۶)

شرحِ غریب کا اسلوب

۱- ابواب کے بعد ⅩⅩÝ,Ïi ^Ú gm†Æ |†• K gm†Çö] †nŠËi ℤℤ وغیرہ کے الفاظ کے عنوان کے تحت مشکل الفاظ کی تشریح و توضیح کرتے ہیں۔ بعض اوقات حدیث و اثر کے بعد ہی اثناءِ عبارت غریب الفاظ کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ مثلاً:

" المأزمین: تثنیة مأزم بالهمزة والزای: المضیق فی الجبال ".(۶۷)

۲- غریب الفاظ کے لغوی معانی کی وضاحت کرتے ہیں اور مراجع کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً:

"اعتاف: قال فی النهایة العیافة: زجر الطیر والطفاؤل بأسمائها وأصواتها وممرها..."(۶۸)

۳- شرح غریب میں معنوی تصحیح بھی فرماتے ہیں۔ مثلاً:

"الکاف: بتشدید الفاء. قال ابن عساکر: قیل معناه الذی أرسل إلی الناس کافة. وهذا لیس بصحیح لأن کافة لا یتصرف منه فعل فیکون اسم فاعل. وإنما معناه الذی کف الناس عن المعاصی".(۶۹)

۴- تفسیرالغریب میں اقوالِ سلف بھی لاتے ہیں۔ مثلاً:

"... ﴿إن أول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا﴾(۷۰) ویدل علی أن المراد بالبیت، بیت العبادة لا مطلق البیوت وقد ورد ذالک صریحا عن علی رضی الله تعالیٰ عنه. أخرجه إسحاق بن راهویه، وابن أبی حاتم بإسناد صحیح عنه ..."(۷۱)

۵- لفظ کے ممکنہ مختلف معانی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الأوّاه: (...) قد اختلف فی معنی الأوّاه علی أقوال حاصلها: أنه الخاشع المتضرع فی الدعا المؤمن التواب، والموقن المنیب الحفیظ بلا ذنب، المسبح المستغفر بلاخطأ ..."(۷۲)

۶- شرح غریب میں لفظ کا مرادی معنی بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

"قوله: فغط بضم الغین المعجمة علی الصواب، والمراد بالشیطان هنا المتمرد من الجن..."(۷۳)

۷- لفظ کی معنوی کیفیت خوب واضح کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الاعتجار بالعمامة: هو أن یلفها علی الرأس، ویرد طرفها علی وجهه ولا یعمل منها شیئا تحت ذقنه". (۷۴)

۸- شرحِ غریب میں لفظ کی مختلف لغات بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

"(...) ومن صالب: ای من صلب یقال صُلْب وصُلُبٍ وصَالبٍ ثلاث لغات". (۷۵)

۹- لفظ کا تلفظ واضح کرنے کے لیے حرکات و سکنات کی وضاحت کے علاوہ لفظ کا معروف وزن بھی لاتے ہیں۔ مثلاً:

"دِجلة بکسر الدال المهملة: نهر بغداد (...). الإیوان: بوزن الدیوان..."(۷۶)

۱۰- اعرابی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

"سبل الرشاد: طرقه وهو مجرور عطفا علی ما قبله ".(۷۷)

۱۱- لفظ کی شرح میں صرفی قواعد کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الأحد: (...) اصله: وَحِدَ بفتح الحاء وبکسر ها أیضا، فأبدلت الواو المفتوحة همزة شذوذا، لأن قیاس المفتوحة أول الکلمة أن تبقی علی حالها".(۷۸)

۱۲- لفظ کی شرح میں کبھی نحوی قواعد کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الأول: (...) وهو هنا غیر مصروف لکونه جعل علما له ﷺ ولوزن الفعل ..."(۷۹)

۱۳- لفظی وضاحت میں صرفی باب کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

"الحلیم: (...) وهو اسم فاعل من حَلُمَ بالضم ککریم من کَرُمَ ..."(۸۰)

۱۴- شرحِ غریب میں (سیاقِ کلام میں وارد ہونے والی) ضمیر کا مرجع بھی واضح کرتے ہیں۔ مثلاً:

"**وقول سیدنا العباس (من قبلها) الضمیر فیه إما للدنیا، أو للنبوة، أو للولادة**".(٨١)

۱۵- شرح الغریب میں واحد جمع کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

"**الشرفات: بضم الراء وفتحها وسکونها جمع شرفة**".(٨٢)

۱۶- کبھی لفظ کے تذکیر و تانیث کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

"**غرآء: تانیث (٨٣) قال فی الصحاح : الأذن مؤنثة وتصغیرها أذینة**".(٨۴)

اسالیبِ کتبِ سیرت کا تقابلی جائزہ

جب ''سیرت شامیہؒ'' کے اسالیب کا اس سے مقدم کتبِ سیرت سے تقابل کیا جاتا ہے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ Øf‰]ö` ,p ان کتب کے جملہ اسالیب کی حامل ہے بلکہ ان سے بڑھ کر۔ اسی طرح ''سیرت شامیہؒ'' سے زمانی اعتبار سے مؤخر کتبِ سیرت میں، اس میں پائے جانے والے اسالیب کی مشابہت موجود ہے۔ گویا امام شامیؒ نے جس طرح اسلاف کی کتب سیرت کے اسالیب و مواد کو یکجاء کرکے اسے سیرت کا عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا بنا دیا، اسی طرح آپ اپنے جامع اسالیب اور وسعت معلومات کی بدولت ما بعد مؤلفین ومصنفینِ کتبِ سیرت پر بھی اثر انداز ہوئے۔

امام شامی کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو ''شرحِ غریب'' ہے۔ tnŠËi]gm†Çö کا جو اہتمام سیرتِ شامیہ میں ہے، اس سے ماقبل کتبِ سیرت میں نظرآتا ہے، نہ مابعد میں۔ شرحِ غریب الحدیث، حدیث کے مختلف فنون میں سے ایک اہم فن ہے۔

علامہ اعظمی اس فن کی اہمیت پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں/

"**فإن أنواع علوم الحدیث. کما قال الحازمی. کثیرة تبلغ مائة، کل نوع منها علم مستقل(...) ومن أهم أنواعه: علم غریب الحدیث، ویعنون به ما وقع فی متن الحدیث من لفظة غامضة بعیدة عن الفهم لقلة استعمالها، وهوکما قال النووی: فن مهم یقبح جهله بأهل الحدیث، والخوض فیه صعب، حقیق بالتحری، جدیر بالتوقی، وکان السلف یتثبتون فیه أشد تثبت، فقد روینا عن أحمد (بن حنبل) أنه سئل عن حرف منه فقال: سلوا أصحاب الغریب، فإنی أکره أن أتکلم فی قول رسول الله ﷺ بالظن**".(٨۵)

جیسا کہ حازمی نے کہا: علم حدیث کی اقسام سو سے زائد ہیں۔ ہر قسم ایک مستقل فن (علم) ہے۔ ان انواع میں سے سب سے اہم نوع ''علمِ غریب الحدیث'' ہے۔ اس سے مراد متنِ حدیث میں واقع ہونے والے وہ الفاظ ہیں جو قلتِ استعمال کی وجہ سے گہرے اور فہم سے دور ہوتے ہیں۔ امام نووی نے (اس کے بارے) کہا ہے کہ یہ ایک ایسا اہم فن ہے کہ اصحابِ حدیث کی اس سے لاعلمی ایک عیب ہے۔ اس میں (اپنی مرضی سے) گفتگو مشکل ہے۔ یہ غور و فکر اور بچنے کے لائق ہے۔ اسلاف اس میں خوب چھان بین کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل کے بارے منقول ہے کہ آپ سے ایک حرف کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اصحاب الغریب سے پوچھو! میں رسول اللہﷺ کے فرمان میں ظن (گمان) سے کلام کرنا پسند نہیں کرتا۔

سیرتِ شامی کے مصادر کی حیثیت

علامہ شامیؒ نے اپنی کتاب کے آغاز میں اپنے مقدمہ کے اول میں ایک جملہ تحریر کیا ہے: ''**وتحريت فيه الصواب**''(۸۶) جو سیرت شامیہ کے مصادر و مراجع کی اہمیت و حیثیت کو بھی واضح کرتا نظر آتا ہے۔ یعنی سیرت میں (امام شامیؒ کے بقول) بہتر کا انتخاب کیا گیا ہے۔ بہتر کا انتخاب بہترین مصادر و مراجع سے ہی ممکن ہے۔

دوسرا جملہ جو انہوں نے اپنے مقدمہ کے آغاز میں لکھا ہے: ''**لم أذكر فيه شيئا من الأحاديث الموضوعات**''(۸۷) یہ بھی سیرتِ شامیہ کے مواد کی عمدگی پر دال ہے۔ لہذا سیرتِ شامیہ کے مصادر و مراجع بحیثیت مجموعی عمدہ و بہتر ہیں۔

اس کے بعد علامہ شامی اپنے اختصارات و رموز واضح کرتے ہوئے اپنی سیرت کے عمومی مصادر و مراجع کا بھی ذکر کرتے ہیں، جن میں بنیادی مآخذ '' ‘ ^v| ‰èj'' کے علاوہ çÚ> ª [Ú^ Ý Ú^Ôّ) ßŠÚ, [Žّ^ÊÃo) ßŠÚ, [uÛ, اور •[…Î_ßo کو بیان کیا ہے، جن کی ثقاہت مسلمہ ہے۔

ذیل میں سیرت شامی کے وہ مصادر و مراجع، جن سے علامہ شامی نے بکثرت استفادہ کیا ہے، ان کے مؤلفین کی ثقاہت و عدمِ ثقاہت کے بارے ائمہ کی آراء نقل کی جاتی ہیں، تاکہ ان کی روشنی میں سیرت شامیہ کے مصادر و مراجع کی حیثیت واضح کی جا سکے۔

۱. [uÛ, eà ÚvÛ, eà ußfØ (م ۲۴۱ ھ) آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں:
''ça $Ïè $fk ‘ ,æÑ Ò%n†[ّv ,㎜&''۔(۸۸)

۲. ämça]... àe ,ÛvÚ çe] Üna]†e] àe Ñ^v‰] (م۲۳۸ھ) حافظ حدیث، فقیہ، ان کو ثقہ اور مامون کہا گیا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ اسحاق کی مثل مجھے معلوم نہیں۔(۸۹)

۳. p•],Çfİ] o_‰]çİ] ...]^fİ] ,ÛvÚ àe |^f ' İ] àe àŠvİ] V...]^fİ] (م ۲۴۹ھ) بعض ائمہ نے ان کو ضعیف کہا ہے، جبکہ امام احمد نے ان کو ثقہ اور صاحب سنّہ کہا ہے۔(۹۰)

۴. àßŠİ] (م ۴۵۸ھ) oÏ`nfİ] ànŠvİ] àe ,Ûu] †Óe çe] VoÏ`nfİ] †nÇ ' İ]æ †nfÓİ]، دونوں ان کی تالیف ہیں۔سنن بیہقی کے بارے حاجی خلیفہ لکھتے ہیں: ''oÊ Ì ß ' m Üİ' [‰¦ ¡ Ý Ú%äx%!](۹۱)

۵. o×rfİ] äxİ] ,fÂ àe †m†q àe äxİ] ,fÂ V†m†q àe] کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔(۹۲)

۶. p†f_İ] ,ÛvÚ †ËÃq çe] V†m†q àe] (م۳۱۰ھ) ان کے بارے سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''Øqæ äe^jÒ]†n‰^Ëjİ] æ Âæ¿ÛäÂ^''۔ امام نووی فرماتے ہیں: ''kÃÛqæ] èÚ¢] o×Â äÞæ Üİ m ' ß Ì Ú%Ø p†f_İ] †nŠËi''۔(۹۳)

۷. oÚæ^ í Ûİ] Ý‡^u oe] àe ^m^Ãİ] ,fÂ VÝ‡^u oe] àe] (م ۱۸۴ھ)، ابن معین نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ مدینہ میں امام مالک کے بعد ان سے بڑھ کر فقیہ کوئی نہیں۔(۹۴)

۸. ojŠfİ] á^fu àe ,ÛvÚ Vá^fu àe] (م ۳۵۴ھ) کی تاریخ محدثین، کی طرز پر ہے۔(۹۵)

۹. gn_íİ] Vp•],Çfİ] çe] †Óe ,Ûu] àe o×Â المعروف خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) کی کتاب ''تاریخ بغداد'' محدثین کے طریقے پر لکھی گئی۔ اسے ''h^jÒ Ün¿Â Ürvİ]æ ÄËßİ]'' کہا گیا ہے۔ اس کے بھی کئی ذیل لکھے گئے۔(۹۶)

۱۰. Voß_Î...],İ] çe] àŠvİ] o×Â àe †ÛÂ æ†ÃÛİ] ÀÊ^vİ] p•],Çfİ] (م ۳۸۵ھ) کو صاحب کشف الظنون نے ''ÝÚ^Ÿ] èrvİ]'' کے الفاظ سے موسوم کیا ہے۔(۹۷)

۱۱. VoÚ...],İ] ,fÂ àe äxİ] ,fÂ àÛu†İ] oÚ...],İ] p,ßÎ†ÛŠİ] (م۲۲۵ھ) حافظِ حدیث، ' gu^ ßŠÛİ] ,æ †nŠËjİ]æ r^ÚÄ، عظیم علماءِ اعلام میں سے ہیں۔ امام احمد نے ان کو اپنے زمانے کا امام کہا ہے۔(۹۸)

۱۲. àe] oe] V^nÞ,İ] ,fÂ àe äxİ] ,ÛvÚ àe ,fÂ nÞ,é (م ۲۸۱ھ) حافظِ حدیث، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ۔ ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا ہے۔(۹۹)

۱۳. oÞ,Ûö] p†ne^ö] äxö] ,fÂ àe gÃ ' Ú Vp†ne^ö] (م ۲۳۳ھ)، ابن معین اور دارقطنی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔(۱۰۰)

۱۴. oÞ,Ûö] p†a^ö] o•†Ïö] h^`• àe äxö] ,fÂ àe äxö],nfÂ àe ÜxŠÚ àe ,ÛvÚ Vp†a^ö]، حجاز و شام کے عظیم عالم۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ابن شہاب لوگوں میں سے زیادہ سخی اور زیادہ متقی تھے۔(۱۰۱)

۱۵. oÛ•^`ö] ÄnßÚ àe ,Ã‰ àe ,ÛvÚ V,Ã‰ àe] (م۲۳۰ھ)، p,Î]çö] gi^Ò کے نام سے موسوم ہیں۔ بغداد کے مقیم، p†fÓö] l^Ïf_ö] کے مصنف، کبار ثقہ حفاظ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے بارے خطیب بغدادی کا قول ہے: ''oxÂ Ù,m ä‰m,uæ èö],Ãö]æ Ø—Ëö]æ Ü`Ëö]æ ÜxÃö] Øaæ àÚ á^Ò ' ,Îäóóó''(۱۰۲)

۱۶. oxn`Šö] ,Ûu] àe äxö] ,fÂ àe àÛu†ö] ,fÂ Ü‰^Ïö] çe] Voxn`Šö] (م۵۸۱ھ)، اپنی تالیف ''†nŠö] gm†Æ |†• oÊ Ì ÞŸ] š æ†ö]'' کے بارے فرماتے ہیں: ''oÞ¬Ê ð¡Ú¦]],,a oÊ kfíjÞ] ,Ãe í j‰Ÿ] é…^ oöž |^—mž ÄÎæ^Ú oÊ é†n‰ Ùç‰… äxö] '' ¦ ''۔(۱۰۳)

۱۷. p…^ ' ÞŸ] àm†n‰ àe ,ÛvÚ Vàm†n‰ àe] (م۱۱۰ھ) اپنے وقت کے عظیم امام تھے۔ امام شعبی، قتادہ اور مالک بن دینار جیسے عظیم ائمہ فن نے ان سے اخذ کیا۔ ابن سعد کہتے ہیں: ''á^Ò èÏ$ ^ÞçÚ^Ú ^nö^Â ^ÃnÊ… ^`nÏÊ ^Ú^Úž †n%Ò ÜxÃö]''۔(۱۰۴) oÞ^Ûö] †Óe کہتے ہیں: ''äxö]æ ^Ú ^ßÒ…•æ àÚ ça Å…æ äßÚ''۔

۱۸. oŠfÃö] èfn• oe] àe ,ÛvÚ àe á^Û‰Â Vèfn• oe] àe] (م۲۳۹ھ)، ابن معین نے انہیں ثقہ اور امین کہا ہے۔ ابو حاتم نے '' ' ,Ñæ'' کہا ہے۔(۱۰۵)

۱۹. ove^ß ' ö] èxnŠÂ àe àÛu†ö] ,fÂ Vove^ß ' ö]، خلیفہ عبد الملک کے زمانے میں فوت ہوئے۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ کہا ہے۔(۱۰۶)

۲۰. oö^Û‰ö] „ñ^Â àe àÛu†ö] ,fÂ V„ñ^Â àe]، انہیں امام نسائی نے ثقہ کہا ہے۔(۱۰۷)

۲۱. ,fÂ Ñ]‡†ö] àe Ý^Ûa àe ÄÊ^Þ p†nÛvö] çe] †Óe oÞ^Ãß ' ö] (م۲۱۱ھ) عظیم ائمۂ حدیث اور حفاظِ حدیث میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں: ''Øu… äŋöž èÛñæ oÛxŠÛö] àn Ü$Ï^i Ü`Ûöæ ÄnŽjö] oöž åçfŠÞ Ü`Þæ Ÿž ^‰ªe ä‰m,ve †Þ''۔ ان سے امام احمد، اسحاق، ابن المدینی، ابن معین، محمد

بن رافع اور خلقِ کثیر نے روایت کیا ہے۔(۱۰۸)

۲۲. àe] Í æ†ÃÛö] (م ۴۶۳ھ) of›†Ïö] p†Ûßö] ä×ö] ,fÂ àe Ì ‰çm †ÛÂ çe] V†ƒö] ,fÂ àe]
†ƒö],fÂ، ان کی کتاب ''h^v ' Ÿ] èÊ†ÃÚ oÊ h^Ãnj‰Ÿ]'' کے بارے میں منقول ہے: ''Øn×q h^jÒ ça
Ïö], …''۔(۱۰۹)

۲۳. o×rÃö] Ü×ŠÚ àe xö^ ' àe ä×ö] ,fÂ Vo×rÃö] (م ۲۱۱ھ)، صاحبِ تاریخ، ابن معین اور ابن
خراش نے ان کو ثقہ کہا ہے۔(۱۱۰)

۲۴. †Ò^ŠÂ àe] Í æ†ÃÛö] àŠu àe o×Â àŠvö] çe] V†Ò^ŠÂ àe] (م۵۷۱ھ) کی تالیف
''ÐŽÚ• Îm…^i'' بہت عظیم اور معروف کتاب ہے۔ متأخرین نے اس کے کئی ذیل لکھے۔(۱۱۱)

۲۵. oe^m†Ëö] á^Û‰Â àe ,Î]æ àe Ì ‰çm àe ,ÛvÚ Voe^m†Ëö] (م۲۱۲ھ)، حافظِ حدیث، قیساریہ
کے مقیم تھے۔ ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ امام بخاری نے ان کو اہل زمانہ سے افضل کہا
ہے۔(۱۱۲)

۲۶. p…çe ^Žnßö] p†nŽÏö] ÄÊ]… àe ,ÛvÚ Vp†nŽÏö] (م ۲۴۵ھ) حافظِ حدیث اور زاہد تھے۔
اخذِ علم کے لیے خوب سفر کرنے والے۔ ان کو خیار، ثقہ اور مامون کہا گیا ہے۔(۱۱۳)

۲۷. p† ' Ûö] Ü‰^Ïö] àe àÛu†ö] ,fÂ VÜ‰^Ïö] àe] (م ۱۹۱ھ)، امام نسائی نے ان کو ثقہ اور مامون کہا
ہے۔(۱۱۴)

۲۸. of×Óö] æ†ÛÂ àe †Že àe gñ^Šö] àe ,ÛvÚ Vof×Óö] (م۱۴۶ھ)، ابن عدی کہتے ہیں کہ وہ
ان کی تفسیر سے راضی ہیں۔ ابو حاتم کے بقول ان کی احادیث کے ترک پر اجماع ہے اور وہ متہم
بالوضع ہے۔(۱۱۵)

۲۹. oþ,Ûö] áçŽq^Ûö] àe] ä×ö] ,fÂ àe ^m^Ãö] ,fÂ àe Ô×Ûö] ,fÂ VáçŽq^Ûö] àe] (م۲۱۲ھ)،
†ƒö] ,fÂ àe] نے ان کو فقیہ فصیح کہا ہے۔ امام ابو داؤد نے ان کو ''&m,vö] ØÏÃm Ÿ'' کہا ہے، جب
کہ ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔(۱۱۶)

۳۰. Õ…^fÛö] àe ä×ö] ,fÂ VÕ…^fÛö] àe] (م۱۸۱ھ) عظیم ائمہ اعلام سے ہیں۔ چار ہزار شیوخ سے
احادیث لکھیں اور ایک ہزار سے روایت کیں۔ ابن عیینہ کہتے ہیں: ''Ñ†ŽÛö] Üö^Â Õ…^fÛö] àe]
h†ÇÛö]æ''۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ہم پر ان جیسا کوئی نہیں گزرا۔ p‡]†Ëö] Ñ^v‰] çe] نے ان کو

''Ý^Ú]'' کہا ہے۔ ابن معین نے ان کو''$èÏ ' xnv [&㎖,vů'' کہا ہے۔(۱۱۷)

۳۱. Úvû, àe [Ñ^v‰ àe ㎜Š^... [Ûů_ofx (م۱۵۱ھ)، مغازی و سیر کے عظیم ائمہ فن میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اپنے باپ، Â_^ð اور p†a‡ کے علاوہ دیگر بے شمار اہل علم سے روایت کرتے ہیں۔ ابن شہاب کا ان کے بارے قول ہے: ''Ÿ㎜^[Ù e^Û,㎜èß Â×Ü qÜ Ú^ Ò^á Ên`^ [àe ž‰v^Ñ''۔ نیز امام احمد نے ان کے بارے ''uŠà [&㎖,vů'' کے الفاظ کہے ہیں امام بخاری فرماتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ علی بن عبد اللہ ان سے احتجاج کرتے ہیں''۔ محدثین کی جماعت نے ان کے بارے ''uŠà [&㎖,vů ' ,Ñæ'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ÂÖ‌r×o نے ان کو ثقہ کہا ہے۔(۱۱۸)

۳۲. [ÛÏ†㎜^p√iÏo [ů,㎖à [uÛ, àe Âxo [ÛÏ†㎜^p (م۸۴۵ھ) کی کتاب ''[ÚjÅ^ [Ÿ‰ÛÅ^'' کے بارے حاجی خلیفہ کے الفاظ ہیں: ''ça Ôj^h þËn ‹ ''۔(۱۱۹)

۳۳. [àe [ÛßÛ,,...√ [e†Üna àe [ÛßÛ,,... àe Âf, [×ä Ÿ‰,p [ů^]Úo [çe [Ñ^v‰ [ÛÛ,þo عظیم محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ امام نسائی، ابو حاتم، ابن معین اور دارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔(۱۲۰)

۳۴. [çeþÃÜn√ [çeþÃÜn [uÛ, àe Âf, [×ä Ÿ ' f`^þo (م۴۳۰ھ)، ان کی کتاب ''u×nè [Ÿæůn^ð'' کے بارے صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں: ''çaæ Ôj^h uŠà ÚÃjf†''۔(۱۲۱)

۳۵. [ßÇæp√ Úvo [ů,㎖à ㎜vnò àe •† Í [ßÇæp (م۶۷۶ھ) کی کتاب ''i`,,㎜g [Ÿ‰Û^ð'' کو'' Ë^ I ''کو'' Òj^h ÚËn,'' کہا گیا ہے۔(۱۲۲)

۳۶۔ [çů]‰_o√ ì ^ů, àe Âf, [×äů àe Âf, [†uÛà [çe Úvû, [çů]‰_o [ů_v^á (م۱۸۲ھ/ ۱۹۹ھ)، امام احمد نے ان کو ثقہ اور دین دار کہا ہے۔(۱۲۳)

۳۷. gaæ àe ÚßÊä àe Ò^ÚØ [ů ' ßÃ^þo (م۱۱۰ھ) اخباری کے لقب سے معروف ہوئے۔ امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔(۱۲۴)

ائمہ فن کی آراء کے جائزے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سیرتِ شامی کا اکثر و بیشتر حصہ بنیادی اور معتبر مصادر و مراجع پر مبنی ہے۔

مقالہ ہذا میں نتائج کے طور پر جو باتیں سامنے آئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ علامہ شامی صحرائے قاہرہ کی برقوقیہ نامی بستی میں مقیم رہے۔ اسے تربتِ برقوق بھی کہتے ہیں۔

اصل میں سلطان برقوق نے قرافۂ شرقیہ میں متعدد تعمیرات کو ایک بلاک میں جمع کر دیا تھا۔ اس میں مدرسہ، مسجد اور صوفیاء کی عظیم خانقاہ تھی۔ آبادی پھیلنے کی وجہ سے اب یہ علاقہ قاہرہ شہر کے محلوں میں سے ایک محلّہ بن چکا ہے۔

۲- علامہ شامی نے متجردانہ زندگی بسر کی۔ آپ خوش خلق، بارعب، خوش گفتار، باحیاء، عابد و زاہد، عالم باعمل، نڈر، غریبوں کے ہمدرد اور مہمان نواز تھے۔ اپنے زمانے کے بے مثل محدث، مفسر، مؤرخ، فقیہ ادیب اور نحوی لغوی عالم تھے۔ آپ مدرسہ برقوق میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ مدرسہ کے اوقاف سے ملنے والے وظائف سے اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔

۳- علامہ شامی ۲۳ کتب کے مصنف ہیں، جو ان کی تبحر علمی اور مختلف فنون میں مہارت پر دال ہیں۔

۴- سیرتِ شامیہ کی پہلی بارہ جلدیں متون پر مشتمل ہیں جبکہ آخری دو جلدیں (تیرہویں، چودھویں) فہارس پر مبنی ہیں۔ اس میں مجموعی طور پر (۱۱۲) اہم موضوعات ہیں۔ ہر موضوع کے ماتحت متعدد ابواب ہیں۔ اس طرح سیرتِ شامیہ کے کل ابواب کی تعداد (۱۵۳۰) ہے۔

۵- سیرتِ شامیہ اپنے اسالیب میں متقدمین کی کتبِ سیرت کی جامع بلکہ ان سے زائد اور بہتر اسالیب کی حامل ہے اور متأخرین کی کتبِ سیرت پر اپنے جامع اسالیب اور وسعتِ معلومات کی وجہ سے اثر انداز ہے۔

٦- سیرتِ شامیہ کا ایک نمایاں پہلو غریب الفاظ کی شرح ہے۔ gm†Çö] †nŠËiz کا جو اہتمام اس میں ہے، اس سے ماقبل کتبِ سیرت میں نظر نہیں آتا اور نہ ہی ما بعد۔

۷- ائمہ فن کی آراء کے جائزے کے بعد، نتیجے کے طور پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیرتِ شامی کا اکثر و بیشتر حصہ بنیادی اور معتبر مصادر و مراجع پر مشتمل ہے۔

۸- علامہ شامی متنِ حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں اور بظاہر متعارض احادیث کے مابین تطبیق بھی کرتے ہیں۔ آپ متنِ حدیث پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی دیتے ہیں۔ اس طرح کے علمی مباحث آپ کے تبحر علمی کو واضح کرتے ہیں۔

۹- امام شامی متنِ حدیث کے ساتھ ساتھ احادیث کے مصادر اور ان کے طرق و اسناد پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ ایک ایک حدیث کے متعدد مصادر و مراجع اور اس کے متعدد طرق کی نشاندہی کرتے

ہیں۔ آپ کے اسی علمی مرتبہ کے پیشِ نظر ہی اصحابِ علم نے آپ کو ž[vÛô] , ') (Äx_Ûô] (èÏ%ô] ßŠÛô] ,) ^ßßËÚ oÊ Ýç×Ãô] ì æ èÛi^ vÛô] , ž àn$ کے القابات سے یاد کیا ہے۔

۱۰- علامہ شامی سند کے رواۃ پر نقد و جرح لاتے ہیں۔ بعض اوقات رواۃ پر نقد کا جواب دیتے ہیں۔ نیز متنِ حدیث پر نقد کرتے ہوئے اس پر فنی اعتبار سے بھی گفتگو کرتے ہیں۔ یہ بات آپ کے نقد و جرح کے مقام کو واضح کرتی ہے۔

۱۱- علامہ شامی کی سیرتِ شامیہ میں کتبِ تاریخ کا موضوعاتی اسلوب غالب ہے، جس وجہ سے ان کو مؤرخین کی صف میں بھی شمار کیا گیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱. الفصیح (محمد نظام الدین) مقدمہ کتاب ازواج النبی، ۹ دار ابن کثیر، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء
۲. الفصیح، م ن: ۹
۳. احمد عطیۃ اللہ، القاموس الاسلامی: ۴/۱۴۴
۴. الکتانی (عبد الحی بن عبد الکبیر) فہرس الفہارس، ۲/ ۱۰۶۲ دارالغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۶ء
۵. امیر برقوق کو امیر بیبقاء کے زمانے میں، اس وقت کا مشہور تاجر خواجہ (قراجا) عثمان بن مسافر حاصل کر کے لایا۔ اس کی آنکھوں کے ڈھیلے ابھرے ہوئے تھے، اسی لیے اسے برقوق عثمانی کہا جاتا ہے۔ دیکھئے V E العاصمی، عبد الملک بن حسین (م۹۰۲ھ) ¼Û‰]ßô r Ýç]çÃô]Voô ۴/ ۳۸) اس سے ۷۶۴ھ میں امیر بیبقاء اتابک یلبغا عمری نے اسے خرید لیا اور پھر بعد میں آزاد کر دیا۔ اسی کے گھر میں تعلیم و تربیت حاصل کی، تیر اندازی اور ملک و سلطنت کے آداب و قواعد سیکھے۔ اس طرح اس کا خاندانی اکھڑپن دور ہو گیا اور وہ امارات اور اعلیٰ عہدہ حاصل کرنے کے قابل بن گیا۔ دیکھئے V E ابن خلدون، عبد الرحمٰن، تاریخ ابن خلدون: ۱۰/ ۲۷)
سلطان برقوق کو مصر کا والی بننے سے پہلے مختلف حادثات سے دو چار ہونا پڑا۔ مختلف عہدوں پر فائز رہا۔ آخر ۷۸۴ھ (۱۳۸۲ء) کو مصر کا حکمران بنا اور اپنی وفات (۸۰۱ھ) تک تخت سلطنت پر متمکن رہا۔ دیکھئے V E]Ïô^a†åV ۱۸۰ (‰×Šx è]Ûô ' †m^ I ÝMUUU)۔ امام سخاوی نے اس کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ شریعت کو پسند کرتا تھا۔ مسافر لوگ اور حرمین شریفین کے مقامات اس سے بہت منتفع ہوئے۔ وہ بہادر، ذہین اور امور مملکت میں ماہر تھا مگر مال کے جمع کرنے میں شدید طامع تھا، جس وجہ سے اس کی ولایت میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی۔ نیز بلند آواز، بڑی داڑھی اور وسیع آنکھوں والا تھا۔ شہسوار اور تیرانداز تھا۔ فقراء (درویشوں) سے محبت کرتا اور ان کے ساتھ تواضع سے پیش آتا۔ خصوصاً جب بیمار ہوتا تو بہت صدقہ کرتا۔ دیکھئے V (السخاوی، الضوء اللامع V ۳/ ۱۲)
۶. الشعرانی (عبد الوہاب بن احمد) (م۹۷۳ھ) الطبقات الصغریٰ، ۵۶ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۹ء
۷. الہیثمی (احمد بن حجر) الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان، ۱۰ مطبعۃ دارالکتب العربیۃ الکبریٰ، مصر ۱۳۲۶ھ

۸. عادل احمد عبد الموجود، علی معوض، مقدمہ: سبل الہدی و الرشاد، ۱/۴۱، ۴۰ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء
۹. مصطفیٰ السقا، ابراہیم لابیاری، عبد الحفیظ شلبی، مقدمۃ سیرۃ ابن ہشام، ۱/ ۱۳ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۱۰. عادل احمد عبد الموجود، علی معوض، م ن ۱/ ۴۰
۱۱. عادل احمد عبد الموجود، علی معوض، م ن ۱/ ۵
۱۲. حاجی خلیفہ (مصطفیٰ بن عبد اللہ) (م ۱۰٦۷ ھ) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ۲/ ۹۷۸ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی
۱۳. شاہ عبد العزیز عجالہ نافعہ: ۱۵۲
۱۴. الشامی (محمد بن یوسف) (م ۹۴۲ھ) سبل الہدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۱/ ۳ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء
۱۵. الشامی ، م ن : ۸/ ۱۹
۱٦. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۵۹
۱۷. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۰۲
۱۸. الشامی ، م ن : ۱/ ۳٦۲تا ۳۷۴
۱۹. الشامی ، م ن : ۱/ ۱۹۸
۲۰. الشامی ، م ن : ۱/ ۱۸۱
۲۱. الشامی ، م ن : ۱/ ۱۸۲
۲۲. الشامی ، م ن : ۱/ ۱۳۹
۲۳. الشامی ، م ن : ۱/ ۱٦۳
۲۴. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۲۴
۲۵. الشامی ، م ن : ۱/ ۲۴۰
۲٦. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۰۰
۲۷. الشامی ، م ن : ۸/ ۳
۲۸. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۲۰
۲۹. الشامی ، م ن : ۵/ ۳۳
۳۰. الشامی ، م ن : ۵/ ۵۷
۳۱. الشامی ، م ن : ۵ / ۳
۳۲. الشامی ، م ن : ۵/ ۳۸
۳۳. الشامی ، م ن : ۵/ ۳
۳۴. الشامی ، م ن : ۵/ ۵۴
۳۵. الفتح : ۲۴
۳٦. الشامی ، م ن : ۵/ ۴۹
۳۷. الشامی ، م ن : ۵/ ۱۰

۳۸. الشامی ، م ن : ۵/ ۱۱
۳۹. الشامی ، م ن : ۵ / ۱۱
۴۰. الشامی ، م ن : ۵/ ۱۱
۴۱. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۴۸
۴۲. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۴۷
۴۳. الشامی ، م ن : ۵/ ۴۰۷، ۴۰۸
۴۴. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۳۷
۴۵. الفرقان : ۲۳
۴۶. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۷۶
۴۷. الشامی ، م ن : ۵ / ۶۰
۴۸. الشامی ، م ن : ۵/ ۶۰
۴۹. الشامی ، م ن : ۵/ ۶۱
۵۰. الشامی ، م ن : ۵/ ۶۹
۵۱. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۱۰
۵۲. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۱۰
۵۳. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۱۰
۵۴. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۵۶
۵۵. الشامی ، م ن : ۵ / ۱۸
۵۶. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۵۸
۵۷. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۵۸
۵۸. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۲۳
۵۹. حم السجدۃ : ۳۳
۶۰. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۲۲
۶۱. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۲۳
۶۲. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۸۱
۶۳. الشامی ، م ن : ۱۲/ ۲۷۱
۶۴. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۳۳
۶۵. الشامی ، م ن : ۵/ ۲۱،۲۲
۶۶. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۴۹
۶۷. الشامی ، م ن : ۱/ ۲۰۸
۶۸. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۵۶
۶۹. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۹۹

۷۰. اٰل عمران : ۹۶
۷۱. الشامی ، م ن : ۱/ ۱۴۳
۷۲. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۳۶
۷۳. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۰۵
۷۴. الشامی ، م ن : ۵/ ۲۱
۷۵. الشامی ، م ن : ۱/ ۷۲
۷۶. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۵۶
۷۷. الشامی ، م ن : ۱/ ۷۳
۷۸. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۲۳
۷۹. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۳۷
۸۰. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۵۰
۸۱. الشامی ، م ن : ۱/ ۷۲
۸۲. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۵۷
۸۳. الشامی ، م ن : ۱/ ۳۵۹
۸۴. الشامی ، م ن : ۱/ ۴۲۷
۸۵. الاعظمی (حبیب الرحمٰن) مقدمہ مجمع بحار الانوار: ۱/۵، مکتبۃ دارالایمان المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء
۸۶. الشامی ، م ن : ۱/ ۳
۸۷. الشامی ، م ن : ۱/۳
۸۸. ابن سعد (محمد) (م ۲۳۰ھ) الطبقات الکبریٰ: ۷/ ۲۵۳، دارالکتب العلمیۃ، بیروت طبع ثانی، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء
۸۹. الخزرجی (احمد بن عبد اللہ) (م ۹۲۳ھ) خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال : ۱/ ۴۷، طبع اول ۲۰۰۱ء
۹۰. الخزرجی ، م ن : ۱/ ۲۳۶، ۲۳۷
۹۱. حاجی خلیفہ ، م ن : ۱۰۰۷
۹۲. الخزرجی، م ن : ۲/ ۲۳۷
۹۳. حاجی خلیفہ ، م ن : ۴۳۷
۹۴. الخزرجی ، م ن : ۲/ ۲۰۰
۹۵. حاجی خلیفہ ، م ن : ۲۷۷
۹۶. حاجی خلیفہ ، م ن : ۲۸۸
۹۷. حاجی خلیفہ ، م ن : ۱۰۰۷
۹۸. الخزرجی ، م ن : ۲/ ۸۷
۹۹. الخزرجی ، م ن : ۲/ ۱۱۴
۱۰۰. الخزرجی ، م ن : ۳/ ۱۰۰، ۱۰۱

۱۰۱.   الخزرجی ، م ن : ۳/ ۴۱، ۴۲
۱۰۲.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۵۱۲
۱۰۳.   حاجی خلیفہ ، م ن : ۹۱۷
۱۰۴.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۵۲۱
۱۰۵.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۲۷۲
۱۰۶.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۱۷۶
۱۰۷.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۱۶۹
۱۰۸.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۱۹۶
۱۰۹.   حاجی خلیفہ ، م ن : ۸۱
۱۱۰.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۷۹
۱۱۱.   حاجی خلیفہ ، م ن : ۲۹۴
۱۱۲.   الخزرجی ، م ن : ۳/ ۶۱
۱۱۳.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۵۰۷
۱۱۴.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۱۸۱
۱۱۵.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۵۱۲
۱۱۶.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۲۱۷
۱۱۷.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۱۱۱
۱۱۸.   الخزرجی ، م ن : ۲/ ۴۸۰
۱۱۹.   حاجی خلیفہ ، م ن : ۱۶۶
۱۲۰.   الخزرجی ، م ن : ۱/ ۶۰
۱۲۱.   حاجی خلیفہ ، م ن : ۶۸۹
۱۲۲.   حاجی خلیفہ ، م ن : ۵۱۴
۱۲۳.   الخزرجی ، م ن : ۱/ ۳۰۴
۱۲۴.   الخزرجی ، م ن : ۳/ ۲۳۵